اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی جائز یا ناجائز؟

بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کے ناجائز ہونے کے عمومی وجوہات کے علاوہ چند شرعی وجوہات کا تذکرہ کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے، جن کا اس مسئلہ سے براہِ راست تعلق ہے اور جو بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کے ناجائز ہونے پر واضح دلیل ہیں۔

۱۔ فقہ اسلامی کی رو سے ''اسلامی حکومت'' کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ریاست کے صاحب نصاب افراد کے اموالِ ظاہرہ سے زکوٰۃ وصول کرے اور اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب دے۔

پاکستان کی حکومت مسلمانوں کی حکومت تو ہے مگر اسے ایک خالص ''اسلامی حکومت'' کہا جا سکتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ نجی محافل میں علماء کی اکثریت قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک ہر حکومت کو غیر اسلامی ہی قرار دیتی رہی ہے۔ البتہ اسٹیج اور ممبر پر اس کا اظہار احتیاط و مصلحت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اگرچہ قلیل تعداد ایسے علماء کی بھی موجود ہے جو حکومتِ پاکستان کو برملا غیر اسلامی حکومت قرار دیتی ہے۔

چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک غیر اسلامی غیر شرعی حکومت کو زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کا اختیار کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

۲۔ اگر حکومت کو اسلامی، تصور کر بھی لیا جائے تو پھر مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت مسلمانوں کے ''اموالِ ظاہرہ'' سے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے اموالِ باطنہ سے نہیں۔(۱)

جبکہ پاکستان میں اموالِ باطنہ سے زکوٰۃ کی جبری وصولی کا عمل جاری ہے جو خلافِ شریعت ہے، علماء نے بینکوں میں موجود عوامی سرمایہ کو اموالِ ظاہرہ قرار دیا ہے اموالِ باطنہ نہیں کہا، جبکہ ہماری نظر میں یہ اموال، اموالِ باطنہ ہیں۔ کیونکہ بینکوں میں جمع کرائی جانے والی رقوم دراصل

۱۔ مولانا محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات، ۱۹۱۔

وہ ہیں جو لوگوں نے مستقبل کی ضروریات کے پیشِ نظر حفاظت سے رکھنے کے لئے بینکوں میں جمع کرائی ہوتی ہیں۔ اگر ہم ذرا دیر کو بینکوں سے پہلے کے زمانہ کا تصور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس قسم کی رقم لوگ حفاظت کے لئے خفیہ مقامات پر زمین میں دبا دیا کرتے تھے اور ایسی رقوم یا ایسے اموال کا صرف مالک ہی کو علم ہوتا تھا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ایسے سرمایہ سے مالک اپنی مرضی سے کرتا تھا اور حکومت کو ایسے اموال کا نہ علم ہوتا نہ وہ کھوج کرید کرتی۔ آج مال کی حفاظت کے انداز بدل گئے ہیں اور بینکوں کی شکل میں حفاظتی ادارے بن گئے ہیں، اس لئے لوگ ان میں مال جمع کراتے ہیں اس سے مال کی حیثیت کیسے بدل جائے گی؟

۳۔ اموال باطنہ اگر حفاظت کی خاطر بطورِ امانت بینکوں میں رکھوائے جائیں یا بطورِ قرض بینکوں کو دیئے جائیں۔ وہ اموالِ باطنہ ہی رہیں گے انہیں اموالِ ظاہرہ قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔ جبکہ اموال ظاہرہ وہ ہوتے ہیں جو چھپائے چھپ نہ سکیں، مثلاً اونٹوں، گائے، بھینسوں کے گلے، بکریوں کے ریوڑ، کھیتوں اور باغوں کی پیداوار، یا جدید دور کے اموالِ ظاہرہ جیسے کارخانوں کی کروڑوں روپے کی مشینری، کرایہ پر دی گئی بڑی بڑی عمارتیں، ٹرانسپورٹ کے کاروبار میں استعمال ہونے والی گاڑیاں، بحری اور ہوائی جہاز، زرعی آلات وغیرہ۔ (اگرچہ جدید دور کے ان اموالِ ظاہرہ پر علماء کے مابین زکوٰۃ کے واجب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے)۔(۱)

ہمارے خیال میں بینکوں میں رکھوائی جانے والی رقوم اموالِ باطنہ ہیں اور اموالِ باطنہ سے زبردستی زکوٰۃ وصول کرنے کا ''اسلامی و شرعی حکومت'' کو بھی اختیار نہیں، غیر اسلامی و غیر شرعی کو تو کیا ہوگا۔(۲)

۴۔ سودی کھاتوں میں جمع کرائی گئی رقوم پر سود وصول کرنے کی وجہ سے وہ رقوم مالِ حرام میں شامل ہو جائیں گی اور مالِ حرام سے زکوٰۃ کی ادائیگی و وصولی کا کوئی تصور اسلام میں نہیں پایا جاتا۔

۶۔ بینکوں میں رکھی گئی رقوم اگر بینکوں کے ذمہ قرض تصور کی جائیں کیونکہ بینک ان پر منافع (سود) دیتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کھاتہ دار نے جب رقم بینک کو قرض دے دی تو وہ خود اس کا مالک نہ رہا اور رقم اس کی ملکیت میں نہ رہی۔ جب وہ مال کا مالک ہی نہیں تو سال

۱۔ مولانا محمد طاسین، اسلام کی عادلانہ اقتصادی تعلیمات قرآن و حدیث کی روشنی میں'' ص ۱۹۰۔

۲۔ علامہ کاسانی، بدائع الصنائع، ۲/ص ۳۵۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

گزرنے پر اس پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوگی۔ ادائیگی و وصولی چہ معنی دارد؟ اور مقروض قرض دار کے مال سے زکوٰۃ نہ کسی کو دے سکتا ہے نہ خود منہا کر سکتا ہے۔ الاّ باذنہ......(۱)

۷۔ اگر بینکوں میں رکھی گئی رقوم کو بینکوں پر قرض نہ مانیں بلکہ امانت تصور کریں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس امانت کے ضائع یا تلف ہو جانے کی صورت میں کیا کوئی کھاتہ دار بینکوں کو اپنی رقم معاف کر دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسٹیٹ بینک سے درخواست کرے گا کہ بینک کی جمع شدہ سیکورٹی سے اس کی رقم ادا کی جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بینکوں کے پاس عوام یا کھاتہ داروں کا سرمایہ امانتی نہیں بلکہ بینکوں پر قرض ہے۔ جبھی تو اس کی ہر صورت واپسی کے وہ حق دار ہیں اور قرض دی ہوئی رقم سے زکوٰۃ کی ادائیگی مقروض پر نہیں مزید یہ کہ بینکوں کا یہ دعویٰ کہ وہ بڑی رقوم اپنے پاس جمع نہیں رکھتے بلکہ ان سے سرمایہ کاری کرتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا سرمایہ جو کاروبار میں لگا ہوا (Invested) ہے اس پر زکوٰۃ کس قاعدہ سے وصول کی جا رہی ہے؟

۸۔ بینک میں رکھی گئی رقوم کو اگر اموالِ ظاہرہ تصور کریں تو اس میں ایک بات اور ضروری ہے اور وہ یہ کہ کھاتہ دار بینک کو اس بات کا اجازت نامہ دے کہ اس کے کھاتہ سے سال مکمل ہونے پر اصل سرمایہ سے زکوٰۃ وضع کر لی جائے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ اجازت نامہ تو دور کی بات ہے لوگ تو یکم رمضان (جو زکوٰۃ کی کٹوتی کی تاریخ ہے) سے قبل رقوم بینکوں سے نکلواتے ہی اس لئے ہیں کہ کہ زکوٰۃ نہ کٹ جائے اور جن کی رقوم جمع رہتی ہیں ان پر زکوٰۃ کٹ جاتی ہے حالانکہ ان کی طرف سے اس کی اجازت نہیں ہوتی اور یہ بھی شرعاً جائز نہیں کیونکہ زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور اس میں خلوص اور نیتِ صادقہ ضروری ہے۔ (۲) جبکہ زبردستی وصول کی جانے والی زکوٰۃ میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں چنانچہ جس طرح زبردستی پڑھوائی گئی نماز کا ثواب نہیں ہوتا اسی طرح کاٹی گئی زکوٰۃ کا ثواب کیونکر ہوگا اور نہ جبری وصول کی جانے والی زکوٰۃ سے صاحبِ نصاب کھاتہ دار کی زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (۳)

۱۔ جواہر الفتاویٰ، ج ۳، ص ۹۴۔

۲۔ علامہ ابن عابدین، فتاویٰ شامی، ج ۲، ص ۲۶۸۔

۳۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۳۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بینکوں کے ذریعے زکوٰۃ کی کٹوتی، رائج الوقت نظام کے تحت ناجائز ہے۔

لہٰذا مسلمانانِ پاکستان کو مشورہ دیا جاتا ہے!

کہ وہ بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی سے خود کو بچائیں اور اپنے اموالِ ظاہرہ و باطنہ کا حساب کر کے خود زکوٰۃ کی تشخیص کریں اور مستحقین تک اسے پہنچانے کا فریضہ بھی خود انجام دیں۔

سود سے بچنے کے لئے اپنی رقوم PLS یا سیونگ اکاؤنٹ میں رکھنے کی بجائے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھیں۔

(تفصیلات کیلئے دیکھئے راقم کی کتاب، ''بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت'')

هذا ماعندی والله اعلم بالصواب......

(نور احمد شاہتاز)

دارالعلوم نعیمیہ کراچی کا

جلسہ تقسیمِ اسناد

انشاءاللہ **۲۶۔ اکتوبر ۲۰۰۲ بروز ہفتہ**

بمطابق ۱۹ شعبان ۱۴۲۳ھ

نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہو رہا ہے

برائے رابطہ و معلومات: فون **6314508 - 6324236**

ناظم تعلیمات **مولانا جمیل احمد نعیمی**

دارالعلوم نعیمیہ ایف بی ایریا بلاک ۱۵ کراچی

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆